23481-داعی کی بیوی کی پریشانی جس کا خاونداس کا خیال نہیں رکھتا

سوال

الحمدللہ میں نے ایک دینی شخص سے شادی کی اور شرط یہ تھی کہ میں اپنی شرعی تعلیم مکمل کروں گی، لیکن وہ شادی کے بعد کہنے لگا کہ اسلامی یونورسٹی امریکہ کی مقبولیت نہیں (میرے لیے یہ کوئی اہم نہیں اس لیے کہ وہ اسلامی تعلیم دیتے ہیں) اور میرے خاوند تعلیم کا خرچہ ایسی یونورسٹی میں برداشت کرنے پر مصرہیں جو معترف اور مقبول ہو جس کی سند مانی جاتی ہو۔
میں ان شاءاللہ اب چار سال بعد اپنے ملک جاؤں گی میں نے سوچا ہے کہ اب اپنی تعلیم مکمل کرنے سے قبل اس کے ساتھ نہیں آؤں گی یا پھر کم ازکم ان شاءاللہ قرآن مجید کی سند حاصل کرنے کے بغیر نہیں آؤں گی۔
میرے اور خاوند کے لیے آپ کی نصیحت کیا ہے، میں چاہتی ہوں کہ وہ یہ خط پڑھے اور یہ بھی آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ میرے خاوند کے پاس اتنا وقت نہیں کہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کسی شرعی کتاب کو پڑھا جاسکے۔
میرا خاوند گھر سے باہر تو دعوت و تبلیغ میں بہت فعال ہے لیکن گھر میں اس کی حالت ایسی نہیں، بلکہ جب وہ گھر میں داخل ہوتا ہے تو لائبریری میں بیٹھ کر دوازہ بند کرلیتا ہے اس کا کہنا ہے کہ لوگوں کی مصلحت گھر سے زیادہ اہم ہے، حالانکہ میں اس کی محتاج ہوں، اوروہ بچوں کو بھی ان کا خیال کرنے کے لیے میرے پاس سے لے جاتا ہے.جس کی بنا پر میں بیماری کا شکار ہو چکی ہوں (ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ہے) اللہ تعالی جوکہ عرش عظیم کا رب ہے سے شفایابی کی دعا کرتی ہوں۔
اس کی ان غیر صحیح عادات کی بنا پر میں اسے ناپسند اوراس سے کراہت کرنے لگی ہوں کیونکہ وہ ہر وقت مسجد میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے، میں نے چار برس قبل شادی کے ابتدائی ایام میں قرآن مجید حفظ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے میرا کوئی تعاون نہیں کیا اور نہ ہی وہ مجھ سے پابندی کے ساتھ قرآن مجید ہی سنتا رہا ہے اور وہ اپنے اجتماعات وغیرہ میں مشغول رہا، اور گھر میں صرف پندرہ منٹ سے آدھ گھنٹہ آرام کے لیے آتا ہے۔
حالانکہ ہمارے درمیان بہت زیادہ بحث تکرار کے بعد یہ طے پایا تھا کہ وہ ایک دن گھر میں رہا کرے گا، اب میں ہر وقت اپنی اولاد کے پاس اکیلی رہتی ہوں حتی کہ میں اس سے اور جس معاشرہ میں زندگی گزار رہی ہوں اس سے بھی تنگ آچکی ہوں اور میں نے معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کردیا ہے اور ابھی تک اپنے گھر والوں کو اس کی کوئی شکوہ شکایت نہیں کی بلکہ ان کے سامنے اپنے خاوند کی تعریف ہی کرتی ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی اس کی اصلاح کردے اور وہ گھر کا خیال کرنے لگے۔
آپ کے علم میں ہونا چاہیئے کہ میں اپنے گھر اور بہن بھائیوں سے بہت ہی دور اجنبیت کی زندگی گزار رہی ہوں، اور اس میں ایک اور بھی عیب ہے کہ اگر میں اس سے اپنی ضروریات میں کوئی چیز طلب کروں تو وہ جواب دیتا ہے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں، حالانکہ وہ اپنے بہن بھائیوں پر خرچ کرتا ہے، میرا اس سے یہ مطالبہ نہیں کہ وہ اپنے بہن بھائیوں پر خرچ نہ کرے بلکہ یہ اس کا حق ہے کہ وہ ان پر خرچ کرے لیکن مسئلہ صرف اتنا ہے کہ میرے اور اولاد کے بارہ میں بہت ہی کنجوسی کا مظاہرا کرتا ہے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟
محترم شیخ صاحب گزارش ہے کہ آپ اسے نصیحت کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی کوئی نصیحت کریں۔

پسندیدہ جواب

ہم اللہ رب العظیم سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو مصیبت سے نکالے اور آپ کے معاملہ میں آسانی پیدا فرمائے، اور آپ کی اجنبیت میں کوئی انسیت پیدا کردے، اور آپکے خاوند کی اصلاح اور آپ کو بیماری سے شفایابی عطا کرے آمین۔

آپ کا سوال کئی ایک امور پر مشتمل ہے، جن میں فقہی مسئلہ اور معاشرتی مشکلات بھی ہیں:

تو اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہر ایک مشکل کو علیحدہ علیحدہ بیان کریں تا کہ اس کے حل تک رسائی ہوسکے۔

ان میں سے پہلی مشکل یہ ہے کہ :

آپ کا خاوند عقد نکاح کے وقت رکھی گئی تعلیم مکمل کرنے کی شرط سے پیچھے ہٹ رہا ہے اور اسے پورا نہیں کر رہا جو کہ ایک ناجائز عمل ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(جن شروط کی بنا پر تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو ان کو پورا کرنا ضروری ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (2721) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418) ۔

یعنی وہ شروط جو عورت یا اس کا ولی عقد نکاح کے وقت رکھتا ہے ، لیکن ایک بات یاد رکھنی چاہیئے وہ شروط کتاب و سنت کے خلاف نہ ہوں ۔

تو اس طرح خاوند پر ضروری ہے کہ وہ اس شرط کو پورا کرتے ہوئے آپ کی تعلیم میں حائل نہ ہو ۔

اور تعلیمی اخراجات اور یونیورسٹی کا اختیار شرط کی تفاصیل میں ہو گا اگر تو شرط میں یہ موجود ہے کہ وہ تعلیمی اخراجات بھی برداشت کرے یا پھر کسی معین یونیورسٹی کا نام شرط میں موجود ہے تو اس کا بھی پوار کرنا اس کے ذمہ ہے اور اگر آپ نے اس طرح کی کوئی شرط نہیں رکھی تو یہ چیز اس کے ذمہ لازم نہیں بلکہ اس کے ذمہ صرف یہ ہے کہ وہ آپ کو پڑھنے دے ۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ میں نے اپنے خاوند کے ساتھ نہ جانے کی نیت کی ہے تو اس کے بارہ میں ہم یہ کہیں گہ اگر جہاں آپ رہنا چاہتی ہیں وہ جگہ امن وامان والی ہے تو آپ کا وہاں رہنا جائز ہے اور اگر امن والی نہیں تو پھر آپ کا وہاں رہنا جائز نہیں ۔

لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ ایسا کرنا اس وقت ہے جب وہ تعلیم شرعی ہو اور اگر وہاں مرد و عورت کی مخلوط تعلیم جس میں بہت سی برائیاں اور منکرات ہوتی ہیں جیسا کہ دنیا کی اکثر یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے تو اس میں آپ کا تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں ، اور نہ ہی آّپ کے خاوند پر اس شرط کو پورا کرنا ضروری ہے ۔

اور دوسری مشکل یہ ہے کہ :

آپ کے خاوند کے پاس اتنا کافی وقت نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ سکے ۔

تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ :

وہ یہ وقت نکال سکتا ہے لیکن اس میں کچھ صحیح طرح کی پلاننگ کرنے کے بعد اور اولیات یعنی کس چیز کا حق پہلے ہے ، اور اسی طرح حقوق اور رواجبات کی معرفت وپہچان کرنے کے بعد یہ سب کچھ ہو سکتا ہے ۔

ہم آپ کو یاد دلاتے چلیں کہ آپ کے خاوند کا اعمال صالحہ میں مشغول رہنا آپ کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں ، اور یہ بھی ہو سکتا کہ آپ اس میں اسے کچھ معذور سمجھیں اور معاف کر دیں ، اور اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں کہ وہ معاصی اور غلط کاموں میں تو مشغول نہیں جس طرح کہ کچھ بیویوں کے خاوندوں کی حالت ہے کہ ان کا ایسے خاوندوں سے پالا پڑا ہے جو اپنے خاندان کو ضائع کرنے اور اللہ تعالی کی معصیت و نافرمانی میں غرق رہتے ہیں ۔

ظاہر تو یہ ہوتا ہے کہ آپ کے خاوند کو شرعیت میں فقہی اولیات کی پہچان نہیں اور رواجبات شرعیہ کی ادائیگی میں عدم توازن رکھتا ہے ، لگتا ہے کہ اس نے کچھ دینی اشیاء کو لے لیا اور کچھ سے پہلوتہی کر رہا ہے اس لیے اسے اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ فرمان یاد کرانا ضروری ہے :

.{اے ایمان والو! اپنے آپ اور اپنے اہل عیال کو جہنم کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں }. ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی اس کے ذھن میں لانی چاہیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(اور بلاشبہ تیرے اہل عیال کا بھی تجھ پر کچھ حق ہے) ۔

اور اسے دعوت وتبلیغ میں ترتیب شرعی کا خیال رکھنا چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے آپ اور پھر اپنی بیوی اور اس کے بعد اپنی اولاد اور اس کے بعد اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو اور پھر ان کے بعد دور کے رشتہ داروں کو ۔

اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ آپ اس کے شعور میں یہ ڈالیں کہ آپ اس کے دعوتی کاموں کی مخالفت نہیں کرتیں اور نہ ہی وہ اللہ تعالی کے دین کے اعمال میں ایک پتھر ہیں لیکن آپ تو صرف اس سے اپنے شرعی حق کے اہتمام کا مطالبہ کرتی ہیں ۔

آپ اسے یہ کہیں کہ مجھے آپ ان میں سے ہی ایک سمجھیں جن کو دعوت دیتے ہو اور ان کا اہتمام کرتے ہو اور اپنی اولاد کو بھی ایک دعوتی مشروع میں شامل کریں کہ انہیں بھی دعوت کی ضرورت ہے جس کا آپ اہتمام کرتے ہیں ، مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (6913) کا مراجعہ کریں ۔

اس مشکل کے حل اور ختم ہوجانے کے بعد ہمیں پختہ یقین ہے کہ ان شاء اللہ تیسری مشکل بھی حل ہوجائے گی جو کہ اس سوال میں خاوند کی کراہت اور ناپسندیدگی کی شکل میں پائی جاتی ہے جو کہ خاوند کے آپ کے ساتھ صحیح تعلقات نہ ہونے کی بنا پر پیدا ہوئی ۔

اس لیے کہ خاوند کا سلوک صحیح نہ کرنے کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اس کے رد عمل میں یہی چیز پیدا ہوگی جس کے زوال کا طریقہ یہی ہے کہ اس کا سبب ختم کردیا جائے جو کہ آپ کے حقوق کی عدم ادائیگی ہے ، تو جب حقوق ادا ہونے لگیں گے ناپسندیدگی بھی جاتی رہے گی ۔

اور اس کے ساتھ ساتھ آپ اللہ تعالی سے کثرت کے ساتھ یہ دعا کرتی رہیں کہ اللہ تعالی اس کے دل کو آپ کے لیے اور آپ کے دل کو اس کے لیے کھول دے ، کیونکہ شیطان لعین تو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے پر حریص ہے ، اور آپ کے دل جو کراہت وناپسندیدگی پائی جاتی ہے وہ بھی شیطان کے وسوسے ہیں آپ اس سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتی رہیں ۔

چوتھی مشکل :

خاوند کا اپنے بیوی بچوں کے واجبات اور حقوق ادا نہ کرنا ، بلکہ اس کے مقابلہ میں اپنے والدین اور بھائیوں پر خرچہ کرتے رہنا ۔

خاوند کا یہ عمل صحیح اور غلط دونوں پہلووں پر مشتمل ہے ، غلط پہلو یہ ہے کہ بیوی پر خرچ نہ کرنا جو کہ واجب کے خلاف ہے بلکہ خاوند کے ذمہ واجب ہے کہ وہ بیوی پر خرچ کرنا بھائیوں پر خرچ کرنے سے مقدم ہے جس طرح کہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص کہنے لگا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک دینار ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اسے اپنے اوپر خرچ کرو ۔

وہ کہنے لگا میرے پاس ایک اور دینار ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اسے اپنی اولاد پر خرچ کرو ، وہ کہنے لگا میرے پاس ایک اور بھی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اپنی بیوی پر خرچ کرو ۔

اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے خادم پر صدقہ کر اس نے کہا کہ میرے پاس اور بھی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : تو زیادہ علم رکھتا ہے ۔ سنن ابوداود حدیث نمبر (1691) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے صحیح ابوداود (1483) میں حسن قرار دیا ہے ۔

اگر پھر بھی آپ کا خاوند اس پر اصرار کرے اور خرچہ نہ دے تو آپ اس کا حق رکھتی ہیں کہ اس کے مال سے اتنا لے لیں جو آپ کے ضروریات پوری کرے اگرچہ آپ کے خاوند کو اس کا علم نہ بھی ہو پھر بھی لے سکتی ہیں لیکن اس میں اسراف اور زیادتی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ھند بنت عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں :

بلاشبہ ابوسفیان بخیل اور کنجوس شخص ہے اور مجھے اور میری اولاد کو میری ضرورت کے مطابق نہیں دیتا مگر یہ میں کچھ نہ کچھ اس کے علم کے بغیر لے لیتی ہوں ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اپنی اور اولاد کی ضرورت کے لیے احسن طریقے سے لے لیا کرو ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) ۔

ہم اللہ تعالی سے دعاگو ہیں کہ وہ آپ دونوں کے دلوں میں محبت وانس پیدا کرے اور آپ کے معاملے میں آسانی اور بہتری پیدا فرمائے ، اور سب تعریفات اللہ رب العالمین کے لیے ہی ہیں ۔ واللہ اعلم .